JIS SUHAANEE GHAREE CHAMKAA TAIEBAH KAA CHAND…

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

Hazrat Allamah Kaukab Noorani Okarvi

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند   علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی   ۲۷

ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور شریف ﴿ ۴ ﴾ صفر المظفر / ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

عید کا معنی

''المنجد'' میں لفظ ''العید'' کے سامنے درج ہے:

''ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے۔ کہتے ہیں کہ عید کو اس لیے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے''---

[صفحہ ۸۵۲، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی]

علمی اردو لغت میں ہے:

''عید، لغوی معنی جو بار بار آئے۔ تیوہار، جشن، خوشی کا دن''---

[صفحہ ۱۰۲۷، مطبوعہ علمی کتب خانہ، لاہور]

ہر مومن بخوبی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ ہیں، ان کے برابر تو کیا کوئی ان کے مثل بھی نہیں۔ وہ نہ ہوتے

اس شمارے میں

عقیدۂ ختم نبوت (کچھ بیان اپنا)	(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری	۷
ناموسِ رسالت ﷺ کا فیصلہ	پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن	۱۶
عید میلاد۔۔۔انسانیت پر اللہ کا احسان	راجا رشید محمود	۲۱
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند	علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی	۲۷
محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا	صحافی محمد اصغر مجددی	۴۹
سالانہ اجلاس انجمن حزب الرحمٰن (تقریبات دار العلوم)	(صاحبزادہ) محمد فیض المصطفیٰ نوری	۵۹
مکتوب اعظمی (انوار مکتوبات فقیہ اعظم ؒ پر تاثرات)	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	۶۴
وفیات	ادارہ	۴۰
اوقات نماز	ادارہ	۶۶
اربعین ختم نبوت (ختم نبوت-چالیس احادیث کی روشنی میں)	(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری	۶۷ تا ۱۱۴

منظومات

شب اسرا یہ نیا رنگ جما تھا کیسا (حمد رب رحیم وغفار ﷻ)	راجا رشید محمود	۵
سامنے اور کسی کے نہ تو مالک آیا (نعت محبوب رب کردگار ﷺ)	راجا رشید محمود	۶
کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً کا راز تابش کھل گیا (نعت)	مولانا محمد منشا تابش قصوری	۵۸

* * *

نوت: ڈاکٹر کنور سلطان احمد کے مضمون ''تحریک پاکستان اور صوفیہ کرام ؒ'' کی قسط اگلے شمارہ میں ملاحظہ کریں۔

ماہ نامہ نور الحبیب میں کاروباری اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کا ادارہ نور الحبیب ذمہ دار نہیں ہے۔

ادارہ کا مضمون نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

* * *

تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اللہ کریم جل شانہ کا ارشاد ہے:

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ---

''اگر آپ ﷺ کو نہ بناتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا''---

بلاشبہ میرے پیارے نبی پاک ﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اس کائنات میں مجسم ہو کر تشریف آوری سب سے اہم اور بڑا واقعہ ہے۔ ان کی ولادت کی خوشی اور جشن کو ''عید میلاد النبی ﷺ'' کہا جاتا ہے۔ عید میلاد النبی سب سے بڑی عید ہے اور تمام عیدیں اسی عید کا صدقہ و طفیل ہیں، کیوں کہ وہ نہ ہوتے تو نہ عید الفطر ہوتی، نہ ہی عید الاضحیٰ ہوتی، نہ ہی کوئی عید منانے والا ہوتا۔

میلاد کا مفہوم

لفظ ''میلاد'' بھی عربی ہی کا لفظ ہے۔ المنجد میں ''المیلاد'' کے سامنے درج ہے:

''پیدائش کا وقت''---[صفحہ ۱۳۹۶]

عربی میں برتھ سرٹیفکیٹ کو ''شھادہ میلاد'' کہتے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ پیدا ہونے کا تصور ہی مخلوق کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ خالق ہے اور اس کی شان ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ---

یوں واضح ہو گیا کہ میلاد منانے والے لوگ اپنے نبی پاک ﷺ کو مخلوق مانتے ہیں ورنہ میلاد نہ مناتے۔ میلاد منا کر وہ یہی اعلان و اظہار کرتے ہیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا عبد مقدس جانتے مانتے ہیں۔

میلاد شریف کا لفظ ہر اس محفل و مجلس پر بھی بولا جاتا ہے جس میں رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری کا بیان اور ان کا مبارک ذکر ہو۔ اہل ایمان ماہ ربیع الاول میں بالخصوص اور سال بھر بالعموم محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں بلکہ اپنی ہر خوشی میلاد شریف منا کر شروع کرتے ہیں۔

یوم ولادت رسول ﷺ کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت کس قدر مبارک اور اہم ہے، اس کا اندازہ قرآن کریم کی اس آیت سے کیا جائے:

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ---[مریم: ۱۵]

''اور سلام ہو اس پر جس دن پیدا ہوا''---

سورۃ ابراہیم کی آیت ۵ میں ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ---

''اور یاد دلاؤ انہیں اللہ تعالیٰ کے دن''---

اس کی تفسیر میں تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خاص انعامات فرمائے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ رسولِ کریم ﷺ تمام نعمتوں کی اصل اور سب سے بڑی نعمت ہیں اور ان کی تشریف آوری کا دن ایام اللہ میں سب سے اہم دن ہے۔ قرآن کریم ہی میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا خوب چرچا کرنے کا واضح بیان ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ○---[سورہ ضحیٰ: ۱۱]

قرآن کریم ہی میں ارشاد ربانی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○---[سورہ یونس: ۵۸]

''(اے حبیب!) آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت (ملنے) پر ضروری ہے کہ خوشیاں مناؤ، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے (جو وہ جمع کرتے ہیں)''---

قرآن کریم میں ہے:

فَاذْكُرُوْا اٰلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○---[سورہ اعراف: ۶۹]

''پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو، تاکہ تم فلاح پاؤ''---

نعمت عظمٰی پر جشن مسرت

رسول کریم ﷺ تمام نعمتوں کا مصدر ہیں اور نعمت عظمٰی ہیں، ان کی یاد بلاشبہ دارین کی فوز و فلاح کا موجب ہے۔

جناب اشرف علی تھانوی، سورۂ یونس کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''پس مجموعہ تمام تفاسیر کا تمام دنیوی رحمتیں اور دینی رحمتیں ہوا، اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سباق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے، لیکن اگر ایسے معنی عام مراد لیے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد ہے، تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ ہے کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور (ﷺ) کا قدوم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی اور اس میں قرآن مجید بھی ہے، سب اس میں داخل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ حضور (ﷺ) کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بنا پر حاصل آیت کا یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادتِ ظاہری، اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ حضور (ﷺ) ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں، حتیٰ کہ ہم کو جو روٹیاں دو دو وقت مل رہی ہیں اور عافیت اور تن درستی اور ہمارے علوم، یہ سب حضور (ﷺ) ہی کی بدولت ہیں اور یہ نعمتیں تو وہ ہیں جو عام ہیں اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے جس کا حضور (ﷺ) سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔

غرض اصل الاصول تمام مواد فضل ورحمت کی حضور (ﷺ) کی ذات بابرکات ہوئی، پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔

بہر حال اس آیت سے عموماً یا خصوصاً یہ ثابت ہوا کہ اس نعمت عظیمہ پر خوش ہونا چاہیے اور ثابت بھی ہوا نہایت ابلغ طرز سے۔ اس لیے کہ اول تو جار مجرور بفضل اللہ کو مقدم لائے کہ جو مفید حصر کو ہے، اس کے بعد رحمت پر پھر جار کا اعادہ فرمایا کہ جس سے اس میں استقلال کا حکم پیدا ہو گیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کو مزید تاکید کے لیے فبذالک سے مکرر ذکر فرمایا اور ذالک پر جار اور فاء عاطفہ لائے تا کہ اس میں اور زیادہ اہتمام ہو جائے۔ پھر نہایت اہتمام در اہتمام کی غرض سے فلیفرحوا پر فاء لائے کہ جو مشیر ہے ایک شرط مقدر کی طرف اور وہ

اِنْ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ اگر کسی شے کے ساتھ خوش ہوں تو اللہ ہی کے فضل اور رحمت کے ساتھ، پھر اسی کے ساتھ خوش ہوں یعنی اگر دنیا میں کوئی شے خوشی کی ہے تو یہی نعمت ہے اور اس کے سوا کوئی شے قابل خوشی کے نہیں ہے اور اس سے بدلالۃ النص یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے بہتر ہے، لیکن چوں کہ ہم لوگوں کی نظروں میں دنیا اور دنیا ہی کی نعمتیں ہیں اور اسی میں ہم کو انہماک ہے، اس لیے اس پر بس نہیں فرمایا، آگے اور نعمتوں پر اس کی تفصیل کے لیے صراحتاً ارشاد ہوا:

ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ---

یعنی یہ نعمت ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں، یعنی دنیا بھر کی نعمتوں سے یہ نعمت افضل و بہتر ہے، پس جس نعمت پر حق تعالیٰ اس شدومد کے ساتھ خوش ہونے کا حکم فرمادیں وہ کس طرح خوش ہونے کے قابل نہ ہوگی؟ یہ حاصل ہوا اس آیت کا جو مبنی ہے اس پر کہ فضل اور رحمت سے حضور ﷺ مراد لیے جائیں۔

دوسرے مقام پر اس سے بھی صاف ارشاد ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی خوشی کی شے دنیا میں اگر ہے تو حضور (ﷺ) ہی ہیں اور اس میں باب الفرح یعنی حضور (ﷺ) کے وجود باجود پر جو خوشی کا امر ہے وہ کس بنا پر اور حیثیت و جہت فرح کی کیا ہے، یہ بھی مذکور ہے۔ وہ آیت یہ ہے، ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○--- [سورہ آل عمران:۱۶۴]

''یعنی حق تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول ان کی جنس سے بھیجا کہ وہ ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کو ظاہری و باطنی نجاستوں و گندگیوں سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت سکھلاتے ہیں

اور بے شک وہ اس سے پہلے ایک کھلی گمراہی میں تھے''---

اس آیت میں یتلوا علیھم ایتہ ویز کیھم ...... الخ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اصل شے خوشی کی اور ما بہ الفرح و المنت یہ ہے کہ حضور (ﷺ) ہمارے لیے سرمایۂ ہدایت ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کے متعلق خوش ہونے کی بہت سی چیزیں ہیں، مثلاً حضور (ﷺ) کی ولادت اور حضور (ﷺ) کی بعثت اور حضور (ﷺ) کے دیگر تمام حالات، مثلاً معراج وغیرہ، یہ سب حالات واقعی خوش ہونے کے ہیں، لیکن اس حیثیت سے کہ ہمارے لیے یہ مقدمات ہیں ہدایت و سعادت ابدی کے۔ چناں چہ اس سے صاف ظاہر ہے اس لیے کہ بعثت کے ساتھ یہ صفات بھی بڑھائی ہیں یتلوا علیھم آیتہ ویز کیھم ...... الخ پس یہ قاعدۂ بلاغت ثابت ہوتا ہے کہ اصل ما بہ المنت یہ صفات ہیں، باقی ولادت شریفہ فی نفسہا یا معراج، وہ باعثِ خوشی زیادہ اسی لیے ہیں کہ مقدمات ہیں اس دولت عظیمہ کا۔ اس لیے کہ اگر ولادتِ شریفہ نہ ہوتی تو ہم کو یہ نعمت کیسے ملتی''---

[مواعظ میلاد النبی ﷺ، صفحہ ۸۴ تا ۸۷، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ]

نزول و ظہور برکات

رسالہ ''جمعہ کے فضائل و احکام'' کے صفحہ ۴ (مطبوعہ اسلامی کتاب گھر، کراچی) پر جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ:

''امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا، شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے، اس لیے کہ اس شب میں سرورِ عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ (رضی اللہ عنہا) کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت (ﷺ) کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکتِ دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کرسکتا''---[اشعۃ اللمعات فارسی، مشکوۃ شریف]

تھانوی صاحب، حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھ رہے ہیں کہ جس شب میں

رحمۃ للعالمین حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ طیبہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک میں جلوہ افروز ہوئے وہ شب کوئی عام شب نہیں بلکہ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے اور اس قدر افضل ہے کہ (لیلۃ القدر کی فضیلت تو ہزار ماہ سے بہتر ہے مگر) اس شب کی فضیلت اور مرتبہ کا شمار وحساب کوئی نہیں کرسکتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> ’’قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول (یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ) کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آں حضرت ﷺ کی نیاز کی چیز (کھانا وغیرہ) تقسیم کی اور آپ (ﷺ) کے بال مبارک کی زیارت کروائی۔ تلاوت کے دوران (مقرب فرشتے) ملاء اعلیٰ (محفل میلاد میں) آئے اور رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) اور میرے دوستوں پر نہایت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتے) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت (التفات نبوی ﷺ کی برکت سے) ناز و نیائش کے ساتھ بلند ہورہی ہے اور (محفل میلاد میں) اس کیفیت کی برکات نازل ہورہی ہیں‘‘---

فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں مولد رسول ﷺ میں اہل مکہ کا میلاد شریف منانا اور انوار و برکات دیکھنا بھی نقل کیا ہے۔ خاص تاریخ کے تعین کے ساتھ میلاد شریف منانے اور میلاد شریف منانے کی برکتیں پانے کا یہ تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب القول الجلی، صفحہ ۷۴ میں تحریر فرمایا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جناب اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ انہیں روزانہ رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ وہ شب میلاد شریف کے بارے میں اپنی کتاب ماثبت من السنۃ (مطبع قیومی، کان پور، اگست ۱۹۳۳ء) کے صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں:

> ’’اگر ہم یہ کہیں کہ حضور ﷺ رات کو پیدا ہوئے تو وہ رات لیلۃ القدر سے بلاشبہ افضل ہے کیوں کہ ولادت کی رات تو حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ (ﷺ) کو عطا ہوئی اور چیز بسبب ظہور ذات مشرف کے

مشرف ہوئی ہے، وہ اس چیز سے زیادہ مشرف ہے جو کہ اس کو عطا ہونے کی وجہ سے مشرف ہوئی ہو، اور اس لیے کہ شب قدر تو اس واسطے مشرف ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں اور ولادت کی رات میں حضور ﷺ کے ظہور کا شرف ہے اور اس لیے شب قدر کی فضیلت امت (ﷺ) پر ہے اور ولادت کی رات کو تمام موجودات پر فضیلت ہے۔ پس نبی پاک ﷺ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالمین کی رحمت کے واسطے بھیجا ہے اور ان کے سبب تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات پر اللہ کی نعمت پوری ہوئی ہے"---

میلاد منانے کے دلائل

حضرت امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اہل علم سے پوشیدہ نہیں، اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبوی ﷺ میں فرماتے ہیں:

قال یعنی ابن الجزری واذا کان اھل الصلیب اتخذوا لیلة مولد نبیھم عید الاکبر، فاھل الاسلام اولی بالتکریم واجدر………… الخ---

"ابن جزری کہتے ہیں کہ جب عیسائی (اہل صلیب) اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو بڑی عید مناتے ہیں تو اہل اسلام کو اہل صلیب سے زیادہ اپنے نبی کریم ﷺ کی تکریم کرنی چاہیے۔ میں کہتا ہوں، چوں کہ اس بات پر یہ سوال ہوتا تھا کہ ہم اہل کتاب کی مخالفت پر مامور ہیں اور شیخ ابن جزری سے اس سوال کا جواب منقول نہیں تھا تو امام سخاوی جواباً فرماتے ہیں، بلکہ مشائخ اسلام کے شیخ اور اماموں کے امام ابوالفضل ابن حجر سے جو بڑے معتبر استاذ ہیں، اللہ ان کو غریق رحمت اور ساکن جنت رکھے، میلاد شریف منانے کی ایک اصل ثابت ہے، جس سے ہر ایک دانا اور ذی علم استناد کر سکتا ہے، اور وہ اصل یہ ہے جو کہ صحیحین، (بخاری و مسلم) سے ثابت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں، یہود سے وجہ دریافت کی تو یہود نے کہا کہ یہ (یوم عاشورا) وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں

غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی، پس ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے نجات پانے کی خوشی کرنے کا تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں، چناں چہ آں حضرت ﷺ نے خود روزہ رکھا اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیا کہ وہ اس دن روزہ رکھیں اور یہ بھی فرمایا کہ آئندہ سال بشرط زندگی نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔

میں کہتا ہوں کہ اوّلاً حضور ﷺ نے یہود کی موافقت کی اور ثانیاً آپ (ﷺ) نے یہود کی مخالفت کی، (یعنی دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ بھی رکھا) تا کہ صورت مخالفت کا بھی تحقق ہو جائے۔ شیخ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا (خوشی کرنا) مستفاد ہوتا ہے۔ ایسی بات پر جس چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان کیا ہے (معین دن میں) خواہ وہ چیز عطائے نعمت کی قسم ہو یا دفع مصیبت ہو” --- [الدر المنظم، صفحہ ۱۱۴، مطبوعہ مجتبائی، دہلی]

کتاب “جمعہ کے فضائل و احکام” (مطبوعہ اسلامی کتاب گھر، کراچی) کے صفحہ ۶ پر جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں:

“ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے ایک مرتبہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تلاوت فرمائی، ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا، اس نے کہا، اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت، “دو عیدوں” کے دن اتری تھی، جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن۔ یعنی ہم کو (وہ دن عید) بنانے کی کیا حاجت، اس دن تو خود ہی “دو عیدیں” “تھیں” --- [ترمذی، تفسیر خازن]

رسول کریم ﷺ کے چچا ابولہب کو اس کی لونڈی ثویبہ نے بتایا کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر بہت خوب صورت فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب اس خبر سے اتنا خوش ہوا کہ ثویبہ کو انعام میں اپنی انگلی کے اشارے سے آزاد کر دیا۔ رسول کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو ابولہب اور اس کی بیوی نے دشمنی میں ساری زندگی صرف کر دی۔ وہ ایسا شدید کافر اور

دشمن کہ اس کی مذمت میں پوری سورۃ قرآن میں نازل ہوئی، لیکن صرف بھتیجا سمجھ کر میلادِ مصطفیٰ کی خوشی کرنے کا اسے جو فائدہ ہوا، اس کا ذکر بخاری شریف میں ملاحظہ ہو:

> ''جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں میں سے (حضرت عباس ؓ) نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا تم پر کیا گزری؟ ابولہب نے کہا: تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی، ہاں مجھے اس (انگلی سے) پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے) کیوں کہ (میں نے اس انگلی کے اشارے سے) ثویبہ کو آزاد کیا تھا''---[بخاری:۵۱۰۱]

امام قسطلانی، امام جزری اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے اس واقعے پر اپنی تحریریں یادگار بنائی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''جب کافر ابولہب بھی ولادت کی خوشی کرنے سے نوازا گیا تو نبی پاک ﷺ کی امت کے اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو نبی کریم ﷺ کے میلاد سے بہت خوش ہو کر آپ کی محبت میں اپنی استطاعت کے مطابق خوب خرچ کرتا ہے۔ مجھے قسم ہے اپنی جان کی کہ اللہ کریم کی طرف سے میلادِ مصطفیٰ ﷺ منانے والے کی جزا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا''---

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں:

> ''اس حدیث شریف میں میلاد شریف منانے والوں کے لیے روشن دلیل ہے''---[زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۳۹/ مدارج النبوت، جلد۲، صفحہ۱۹]

اپنی کتاب ''الدر الثمین'' میں شاہ ولی اللہ ؒ فرماتے ہیں:

> ''میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ) نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا، ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا تو وہی چنے لوگوں میں تقسیم کر دیے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے حضور ﷺ کے سامنے

رکھے ہیں اور حضور ﷺ اس ہدیے پر بہت خوش ہیں''---

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ؒ فرماتے ہیں:

> ''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال (میلاد شریف) منعقد کرتا ہوں اور قیام (کھڑے ہوکر سلام پڑھنے) میں لطف و لذت پاتا ہوں''---

[فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ ۵، مطبع مجیدی کان پور، دسمبر ۱۹۲۱ء]

چراغاں کرنا، پرچم لہرانا

عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہوئے چراغاں کرنا، پرچم لہرانا، درود و سلام کی وجد آفریں صدائیں بلند کرنا ہرگز بدعت نہیں، اللہ تعالیٰ کی سنت ہیں۔ علمائے دیوبند کی مصدقہ کتاب الدر المنظم میں مولانا شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے تفصیل سے چوتھے باب میں ان تمام روایتوں کو بھی نقل کیا ہے جو میلاد مصطفیٰ کے وقت ظاہر ہونے والے واقعات پر مشتمل ہیں۔ ان روایتوں کے مطابق:

> ''میلاد رسول ﷺ کے وقت آسمان کے تارے حضور ﷺ کے مکان کی چھت پر سمٹ آئے اور فرشتوں نے بیت اللہ شریف اور مشرق و مغرب میں پرچم لہرائے اور ساری فضا میں حوریں اور فرشتے دست بستہ کھڑے درود و سلام کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور بے پناہ خوشی کی۔ جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو میلاد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک باد دی۔ کعبۃ اللہ نے جھک کر سلامی کا ہدیہ پیش کیا۔ اہل باطل کے دیے بجھ گئے اور نورِ حق نے ہر سمت اجالا کر دیا''---
>
> [الدر المنظم، صفحہ ۵۴،۷۲،۹۱/ المواهب اللدنية، صفحہ ۵۷/ مولد العروس، صفحہ ۳،۷،۲۶/ شواهد النبوة، صفحہ ۵۵/ سیرة حلبیہ، صفحہ ۹۴/ خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۵/ زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۲،۱۱۶]

آمد کے بعد آمد کا ذکر بھی سنت ربانی ہے:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ---[سورہ توبہ:۱۲۸]

رسول کریم ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جنہیں بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر اپنا احسان ظاہر فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا ---[سورہ آل عمران:۱۶۴]

رسول پاک ﷺ کا ذکر ان کا خالق و مالک ان کو عطا فرمائے ہوئے محاسن و محامد کے ساتھ تعظیم و تکریم سے فرماتا ہے، ہمارے لیے حکم ہے کہ ہم انہیں جب بھی پکاریں ادب اور تعظیم سے پکاریں۔ یہ وہ ہستی ہے جس کے آداب خود خالق کائنات نے تعلیم فرمائے ہیں۔ ان کی محبت اور اطاعت اور تعظیم و توقیر کے بغیر ایمان کا تصور ہی نہیں۔ ان کی آمد کی خوشی منانا بلاشبہ بہت مبارک اور سعادت ہے۔

عید میلاد منانا

عید کا لفظ بھی قرآن کریم میں بیان ہوا۔ سورۃ المائدہ میں ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا ---[سورہ المائدہ:۱۱۴]

''اے اللہ ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی''---

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خوانِ نعمت کے نزول کے دن کے لیے ''عید'' ہونے کی بات کر رہے ہیں، اس سے اندازہ کیا جائے کہ نعمت عظمیٰ، جانِ رحمت، صاحب فضل عظیم، رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری کا دن کتنی بڑی عید ہے۔

بخاری شریف میں درج پہلی حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ---

''بے شک اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں، اعمال کا مدار نیت پر ہے''---

محبت و اخلاص، تعظیم و تکریم اور عقیدت کے ساتھ ہی میلاد شریف منایا جاتا ہے اور اس کے انعقاد کا مقصد بھی نیکی و بھلائی اور خیر کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ جائز، نیک اور مستحب کام کو غلط یا برا کہنا بلاشبہ سنگین فعل ہے۔ منکرین میلاد یہ کہتے ہیں کہ اصحاب نبوی رضی اللہ عنہم نے

اس طرح عید میلاد نہیں منائی تو ہم کیوں منائیں؟ اس کے جواب میں ان سے عرض ہے کہ کیا یہ لوگ صرف وہی کام کرتے ہیں جو اصحاب نبی نے کیے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ پھر یہ اعتراض صرف میلاد منانے پر کیوں کیا جاتا ہے؟ دین اور نیکی سمجھ کر سیکڑوں کام ایسے کیے جاتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیے۔ منکرین میلاد سے عرض ہے کہ وہ ذمہ داری اور دیانت داری سے بتائیں کہ کیا واقعی یہ کوئی دلیل یا قانون ہے کہ جو کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا وہ کیا ہی نہیں جا سکتا؟ جب ایسا کوئی قانون اور دلیل ہے ہی نہیں تو عید میلاد النبی ﷺ منانے پر اس اعتراض کو ان کی جہالت اور عناد کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟ اصحاب نبوی بھی میلاد مناتے رہے۔ ملاحظہ ہو التنویر فی مولد البشیر اور الدرالمنظم، صفحہ ۹۵ میں احادیث نقل کی گئی ہیں:

> ''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن اپنے گھر والوں کے سامنے رسول کریم ﷺ کے واقعات ولادت بیان فرما رہے تھے اور خوشی و شادمانی کا اظہار کر کے اللہ تعالی کا شکر بجا لا رہے تھے اور رسول پاک ﷺ پر درود و سلام بھیج رہے تھے، اچانک رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا، تمہارے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی''---
>
> ''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ میرا گزر حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف ہوا، ہم نے دیکھا کہ حضرت عامر اپنے خاندان اور بیٹوں کو رسول پاک ﷺ کے واقعات ولادت سکھا اور سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی دن تھا (یعنی بارہ ربیع الاول، پیر کا دن) رسول پاک ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا، بے شک اللہ تعالی نے تمہارے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور جو شخص تمہارا سا کام کرے گا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پائے گا''---

سیرت و تاریخ کی کون سی کتاب ہے جس میں میلاد مصطفی ﷺ کے واقعات موجود نہیں؟ میلاد پاک کی احادیث اور واقعات قلم سے لکھنا اور شائع کرنا تو جائز ہو مگر زبان سے بیان کرنا

غلط قرار دیا جائے، ایں چہ بوالعجبی ست!

عمارات اور اداروں کا مدت شمار کر کے جشن منایا جائے، ہر طرح تشہیر کی جائے اور اسے رواجانا جائے مگر میلاد شریف کی محافل ومجالس پر اعتراض کیا جائے تو یہ کس قدر ظلم ہوگا!

ہیئت کذائی کے حوالے سے جناب رشید احمد گنگوہی کے شاگرد علامہ سید حمزہ دہلوی لکھتے ہیں:

> ''جب یہ مجلس (میلاد شریف) امور حسنہ سے مرتب ہوئی تو اس کی ہیئت کذائی ما لیس منہ کے قبیل سے نہ ہوئی بلکہ مثل تدوین کتب احادیث وبنائے مدارس وایجاد علوم الہیہ کے ہوئی اور یہ مجلس مظہر فعل خیر۔ جب بریانی کا طباق سامنے آتا ہے تو ہم لوگ اس کی ہیئت کذائی پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ جھٹ پٹ آستین چڑھا کر کا یہ کلوا من الطیبات میں داخل کر لیتے ہیں، پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعہ حسنات کو بھی واعملوا صالحا کے تحت میں داخل کہیں''---
>
> [الدر المنظم، صفحہ ۱۴۹]

مزید لکھتے ہیں:

> ''مجلس مقدس مولود عبارت مجموعہ امور خیر سے ہے، جیسا کہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں، اگر کوئی اپنی جہالت یا ہوائے نفسانی سے اس میں کچھ خرابی ملا دے تو اس شخص کے فعل کی وجہ سے (میلاد شریف کی) یہ مجلس مقدس علی الاطلاق خراب نہ کہلائے گی، جس طرح نماز جو شارع کی مامور بہ اور فعل حسن ہے، کسی نمازی کے خرابی مختلط کرنے سے بد نہ بن جائے گی''---

قاعدہ شرعی ہے کہ دلیل، حرمت کے لیے ہوتی ہے، حلت کے لیے نہیں۔ یعنی جو کام یا چیز منع کرنی ہو اس کی ممانعت ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہوگی اور جس کام یا چیز کی ممانعت نہیں وہ بجائے خود جائز ہے۔ علاوہ ازیں کسی چیز یا کام کا عدم وجوب (واجب و ضروری نہ ہونا) یا عدم منقول (تحریر میں نہ ہونا) اس کے عدم جواز (ناجائز ہونے) کی دلیل نہیں ہوتا۔ قرآن واحادیث میں کہیں عید میلاد النبی ﷺ منانے کی ممانعت مذکور نہیں، بلکہ جواز ثابت ہے۔

سببِ تخلیقِ کائنات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے، جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے، یعنی فرمان خدا زبان رسول اللہ ﷺ کہ:

’’اے حبیب! اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا‘‘---

ایک ارشاد ہے کہ:

’’زمین وآسمان کی تخلیق کا مرحلہ بھی نہ آتا، اگر ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق نہ ہوتی‘‘---

ان ارشادات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کی ہمارے نبی ﷺ کائنات پست وبالا کی تخلیق کا سبب ہیں، یہ برگ وبار، کوہسار وریگ زار، یہ دریا، صحرا، جن وانس، حور وغلماں، یہ چمک دمک، یہ ملک فلک، سب نبی اور رسول تمام آقائے نام دار، مدنی تاج دار، حبیب پروردگار، نبی مختار ﷺ کا صدقہ ہیں، حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ یہی فرماتے ہیں:

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست   ہمہ نور ہا پرتو نورِ اوست

مقامات وایام کی فضیلت

انسان اوّل، حضرت آدم علیہ السلام ابھی مرحلہ آب وگل میں ہیں کہ میرے حضور ﷺ مرتبہ نبوت ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین کے اعزاز سے مشرف ہو چکے۔ نشر الطیب میں جناب اشرفعلی تھانوی رقم طراز ہیں کہ حضور ﷺ کی خلقت ’’چودہ ہزار سال‘‘ قبل آدم تو متحقق ہو چکی، اس سے زیادہ برسوں کی روایت ملے تو وہ بھی بے شبہ قابل تسلیم ہوگی۔

روایات شاہد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ میدان عرفات میں قبول ہوئی، اس مقام پر بلند ستون آج بھی یادگار ہے۔ جبلِ رحمت کے اطراف آج بھی ہر سال اہلِ ایمان کا ہجوم اس یادگار کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ وقوف عرفہ، فریضہ حج کا رکنِ اعظم ہے، وہاں سبزہ کے تخت نہیں بچھے ہوئے، گل وثمر کے شجر نہیں، جو کوئی خوش نما سماں پیش کرتے ہوں، یخ بستہ ہوائیں نہیں، دل لبھانے اور جی بہلانے کے دل فریب مناظر نہیں، مگر چہار سمت سے ہر سال صرف صبح سے شام تک وہاں آسائشوں کے بغیر وقوف کے لیے ہر صاحب ایمان پہنچنے کو

بے تاب مثل ماہی بے آب رہتا ہے، سفر کی صعوبت برداشت کر کے، زرِ نقد وافر خرچ کر کے، مدتوں دعائیں، آرزوئیں کر کے، گریہ زاری، عاجزی وانکساری کر کے، منت مرادیں مان کے وہاں پہنچنا ان سب کو کیوں اتنا محبوب ہے؟ وہاں کے ذکر پر ان کے دل کیوں مچل جاتے ہیں؟ آنکھیں کیوں ڈوب جاتی ہیں، زبانیں کیوں نغمہ سرا ہو جاتی ہیں؟ ہر کسی کو خبر ہے کہ حضرت آدم وحوا (علیہما) ہزاروں برس پہلے وہاں جمع ہوئے تھے، اب وہ اپنی مبارک قبروں میں اپنی حیات کے ساتھ آرام فرما ہیں، کیا یہ سب عقل وشعور نہیں رکھتے، کیا انہیں اپنی خود اختیار دیوانگی پر کوئی ندامت یا اس کا احساس ہوتا؟ زندگی کے باقی ایام میں اعلیٰ پوشاکیں زیبِ تن کرنے والے اس دن بے سلے دو شالے پر کیوں اکتفا کر لیتے ہیں؟ کتنی ہی آسائشوں کو اس دن کیوں خیر باد کہہ دیتے ہیں؟ یہ سب رنگ ونسل، علاقہ وزبان، ذات پات وغیرہ کے ہر امتیاز وتعارف سے بالا ''ایک'' ہو جانے والے کس کی اداؤں کی پیروی کرتے ہیں؟ اس مقام کو کیوں اتنا مبارک جانتے ہیں؟ وہاں کی جانے والی دعا کو کیوں اتنی اہمیت دیتے ہیں؟ کسی اور عبادت کی ادائی پر اس کی نسبت کو اپنے نام کا حصہ نہ بنانے والے وقوفِ عرفہ کرنے کے بعد تمام عمر ''حاجی'' کیوں کہلواتے ہیں؟ یہ ماجرا کیا ہے؟

رمضان المبارک، قمری اسلامی تقویم میں نواں مہینا ہے، اس مہینے کے آخری یعنی تیسرے عشرے کی پانچ طاق راتیں شبانِ قدر کہلاتی ہیں۔ شب کو عربی میں لیلۃ کہتے ہیں۔ شبِ قدر کی ساعتیں باقی راتوں سے کیوں زیادہ یا کم نہیں ہوتی، گھڑی کی سوئیاں اپنی چال اس شب میں بدل نہیں دیتیں مگر شبِ قدر کے لیے ہر صاحبِ ایمان کا تصور وہ نہیں جو آخر عشرے کی جفت راتوں کا ہو یا باقی راتوں کا ہو۔ ہر مومن اس رات بے داری کو ضروری جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ غروبِ شمس سے طلوعِ فجر تک، زِ کنارِ شب تا بہ کنارِ شب، یہ ایک ہی رات ہے لیکن ہزار مہینے (تیراسی برس چار ماہ) کی اس طرح کی مدت سے بہتر ہے کہ ہر دن روزہ رکھ کر راہِ خدا میں پیہم جہاد اور ہر شب عبادت میں گزاری جائے۔ وہ اس ایک شب کی عبادت کو اس مدت کی ایسی تمام عبادت سے بہتر جانتا ہے کیوں؟ اس لیے کہ اس شب میں نزولِ قرآن ہوا، قرآن کے نزول سے اس شب کو نسبت ہو گئی، یہ شب اس نسبت سے یہ فضیلت پا گئی کہ اپنی مقررہ ساعتوں میں رہ کر بھی ہزار ماہ کی عبادت سے معمور

ہرا کائی سے بہتر ہوگئی۔ قرآن کا نزول ہر سال نہیں ہوتا مگر رہتی دنیا تک یہ رات ایک بار عطا ہونے والی نسبت کے سبب سے ہر سال فضیلت و مرتبت کی وہی نوید رکھتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ پورا رمضان بھی صرف اک بار نزول قرآن کے سبب سے جو شرف پا گیا، وہ شرف قیامت تک ہر سال ماہ رمضان کے ساتھ لازم وملزوم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال کے ماہ صیام کے ایام اور آخری عشرے کی طاق راتوں کی عبادت کو باقی دنوں اور راتوں کی عبادت کے لیے بہتر جانا جاتا ہے، ان ساعتوں میں کی جانے والی دعاؤں کو باقی ساعتوں سے بدرجہا بہتر سمجھا جاتا ہے۔

یوم عرفہ کو حضرت آدم علیہ السلام سے نسبت ہے، ماہ صیام اور شب قدر کو نزول قرآن سے نسبت ہے، سب دن اور راتیں اللہ کی تخلیق ہیں مگر اسی کے فرمان سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ فضیلت و مرتبت کے اعتبار سے سب یکساں نہیں۔ جس دن اور رات کو کسی اہم واقعہ یا شخصیت سے نسبت ہوگئی، اس دن اور رات کا اعتبار سوا ہوگیا۔

یہ پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے کہ تمام کائنات ہست و بود محض صدقہ وطفیل ہے ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ بدیہی بات ہے کہ جس ذات کے صدقے معرض وجود اور ظہور میں آنے والوں کی نسبت اتنی فضیلت و مرتبت رکھتی ہے، خود اس ذات کا اپنا شرف اور اعتبار کس قدر افضل واکمل ہوگا اور اس ذات سے نسبت رکھنے والے لیل ونہار کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟ اس میں شبہ فہم وادراک ہی کے نقص پر محمول ہوگا۔

جمعہ کا دن عید کیوں؟

حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ’’جمعہ‘‘ کے دن ہوئی، یہی دن ان کی وفات کا بھی دن ہے مگر ولادت آدم کے سبب ’’جمعہ‘‘ کا دن مومنوں کے لیے رہتی دنیا تک ’’عید‘‘ کا دن ہوگیا۔ حضرت آدم علیہ السلام صرف ایک ہی بار پیدا ہوئے مگر ہر جمعہ کے دن ان کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے، مومن عبادت گاہوں میں جمع ہوتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے خالق کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ لمحہ جس میں تخلیقِ آدم ہوئی، وہ دعا کی قبولیت کا لمحہ قرار پایا۔ شریعت میں وفات کا سوگ صرف تین تک روا ہے مگر ولادت کی خوشی کو دوام بخشا گیا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کی خوشی ہر جمعہ منائی جا سکتی ہے اور ان کی ولادت کا دن ’’عید‘‘ کا دن ہے

تو جن کے صدقے میں حضرت آدم علیہ السلام معرضِ وجود میں آئے، اس ذات بابرکت کی ولادت کا دن کائنات کے لیے سب سے بڑی خوشی کا دن کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس دن کی خوشی ہر سال، ہر ہفتے بلکہ ہمہ وقت کیوں نہیں منائی جاسکتی؟

اہلِ حق کا یہی موقف ہے کہ جس شب اور جس دن کو ولادتِ مصطفیٰ سے نسبت ہے، وہ دن اور رات ہر لیل ونہار سے ہر طرح افضل واعلیٰ اور اکرم واشرف ہے۔

یہ بھی اعجاز ہے کہ ولادتِ مصطفیٰ کے لیے اس ساعت کا انتخاب ہوا جو رات اور دن ہر دو کو شامل ہے۔ اسے بے پایاں نعمت کہیے کہ وہ ساعت رہتی دنیا تک ''سہانی گھڑی'' اور قبولیت کی ہوگئی۔

حضرت آدم علیہ السلام اور نام محمد ﷺ کا وسیلہ

انہیں معلوم ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام باغِ بہشت سے فروغ نسلِ انسانی کے لیے جب زمین پر اتارے گئے تو معصوم نبی کا وہ عمل، جو صورۃً خطا تھا اور ان سے بہشت میں سرزد ہوگیا تھا، حالاں کہ قدرت نے خود عصمت نبوت کی گواہی دی اور فرمایا، پس توجہ نہ رہی آدم کی اور ہم نے آدم میں (خطا کا) ارادہ نہ پایا'' اس عمل پر ندامت سے اس مقام ومرتبہ اور شان کو نقش دوام بنانے کے لیے تین سو برس سرزمین دنیا کو اپنے دربائے ثمین بیش از گوہر اشکوں سے مشک بار وثمر بار ولالہ زار بناتے ہیں۔ ہر لمحہ عفو ومغفرت کی طلب میں مشغول ومصروف رہتے ہیں، زمین پر کوئی انسان اس وقت تک مرتکب معصیت نہیں ہوا کیوں کہ ابھی زمین پر انسانی صرف دو وجود ہیں، دونوں بہشتی ہیں، ایک معصوم اور ایک محفوظ، ابھی تقویم (کلینڈر) ترتیب نہیں دیے گئے۔ یہ صرف دو ہیں، مگر اپنے ہر عمل کو، ہر ادا کو، رہتی دنیا تک مثالی اور یادگار بنا رہے ہیں۔ میدانِ عرفات میں ذوالحج کی ۹/ تاریخ کو یہ دونوں بہشت سے اترنے کے بعد جمع ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جبلِ رحمت پر سجدہ ریز ہوکر اپنے معبود کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں، اس التجا میں رحمت سے القاء ہوئے جملے شامل ہیں، حضرت آدم اپنی دعا والتجا کی قبولیت کے لیے ایک ذات کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں، اللہ کریم فوراً مہربان ہوجاتا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، اے آدم! تم نے جس ذات کا وسیلہ اختیار کیا، اس ذات کا تعارف تمہیں کیسے حاصل ہوا؟ حضرت آدم علیہ السلام عرض فرماتے ہیں، اے میرے معبود! جب میری تخلیق ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ کر کے

پیشانی اٹھائی تو ساق عرش پر اور پھر شجر بہشت کے ہر برگ پر یہ کلمہ نقش پایا لا الٰـہ الا اللّٰـہ محمدٌ رّسول اللّٰہ ، میں نے جانا کہ حضرت محمد ﷺ یقیناً آپ کے محبوب و مقرب ہیں کہ آپ نے ان کا نام اپنے نامِ پاک کے ساتھ لکھا ہے اور اس قدر لکھا ہے۔ اس لیے انہیں آپ کا محبوب جان کر ان کے وسیلے سے آپ کے حضور التجا کی اور یہ کرم ہے آپ کا کہ آپ نے اس وسیلے کی برکت سے میری توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد ہوا، اے آدم! تم نے درست جانا، بلاشبہ (حضرت محمد ﷺ) میرے حبیب ہیں۔ (سنو!) اگر میں انہیں پیدا نہ کرتا تو تم نہ ہوتے، اے آدم! تم نے ان کے وسیلے سے صرف اپنے لیے مغفرت چاہی، اگر تم تمام زمین و آسمان والوں کے لیے بخشش چاہتے تو ہم سب کو بخش دیتے۔ اللہ اکبر

اولادِ آدم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ میدانِ عرفات میں تقویم کی ترتیب سے اسی تاریخ میں کچھ اسی ادا سے جمع ہو کر اپنے عصیان کی معافی اور توبہ کی قبولیت کا سامان ہوتا ہے، وہ سب اسی میدان میں جمع ہو کر اس مقدس ہستی کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور صلہ یہ پاتے ہیں کہ جب وہاں سے لوٹتے ہیں تو خطاؤں سے پہلے دن کے نومولود بچے کی طرح پاک ہوتے ہیں۔

یومِ عرفہ، حضرت آدم و حوا کی یادگار ہیں اور قیامت تک ہر سال بیش اہتمام سے اسے یاد رکھا جائے گا۔ ہر صاحب عقل و دانش، اہل فہم و شعور جانتا ہے کہ یوم عرفہ میں رحمت باری کا خاص نزول ہوتا ہے اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ جھولیاں گوہر مراد سے اور دل نوید رضائے الٰہی سے شادکام ہوتے ہیں۔

شب میلاد . لیلۃ القدر سے افضل و اعلیٰ

یومِ عرفہ، دن کا ذکر ہے، اب رات کا احوال ملاحظہ ہو۔ مواہب لدنیہ میں صفحہ ۲۹ پر حضرت قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ’’آپ ﷺ کی ولادت نہ محرم میں ہوئی، نہ رجب میں اور نہ رمضان المبارک اور نہ غیر رمضان المبارک کے اور مہینوں میں، جن مہینوں کو شرف ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی زمانے سے شرف نہیں ملا اور زمانے کو شرف حاصل نہیں مگر آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے، جیسے جگہوں کو آپ (ﷺ) کی ذات مبارکہ سے شرف ہے، ان جگہوں میں مدینہ منورہ ہے کہ آپ ﷺ کی وجہ سے مکہ افضل ہے

اگر آں حضرت ﷺ مذکورہ مہینوں یعنی محرم اور رجب اور رمضان المبارک میں پیدا ہوتے ، جو اہل عرب کے نزدیک بزرگ مہینے ہیں، تو البتہ یہ گمان ہوتا کہ ان مہینوں سے آپ ﷺ کی وہ کرامات جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں، وہ ظاہر ہوئیں اور جس وقت جمعہ کا وہ دن جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں، ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ کوئی مسلمان بندہ جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندے کو عطا فرماتا ہے۔ جس ساعت میں سید المرسلین ﷺ پیدا کیے گئے ہیں، اس ساعت کے ساتھ تمہارا کیا حال ہے (یعنی یہ نہیں ہو سکتا) کہ تم ولادت مصطفیٰ ﷺ کی اس ساعت میں دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو''---

صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں:

''آں حضرت محمد ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوہ سے افضل ہے، ان وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی رات آپ کی ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شے شرف پائے وہ شے اس شے سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے ، اس دعوے میں کوئی نزاع نہیں ہے (ہر ایک عاقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے) اس اعتبار سے آپ ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس سبب سے شرف ہے کہ لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں، ولادت کی رات کو آپ ﷺ کے ظہور کے سبب شرف حاصل ہوا ہے، آپ اس رات میں پیدا ہوئے ہیں۔ وہ شخص جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے، وہ ان لوگوں سے افضل ہے جن کے سبب لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ ملائکہ ہیں، وہ وجہ صحیح اور پسندیدہ مذہب پر ہے

(جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی، فرشتہ سے افضل ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ جمیع عالمین سے افضل ہیں، اس پر اجماع ہے، اس کو امام فخر الدین رازی اور ابن سبکی اور سراج الدین البلقینی نے حکایت کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد ﷺ کی اُمت پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے اور آپ ﷺ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع مبعوث کیا ہے۔ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع خلق پر عام ہوئی ہے، اس لیے آپ ﷺ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے''---

''اے وہ مہینا! جس میں رسول ﷺ پیدا ہوئے ہیں تو کس درجہ افضل اور اشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے، گویا وہ راتیں عقود زمانہ میں اپنے انوار سے موتی ہیں اور اے مولود کے چہرے! تو کس درجہ روشن ہے، پاک ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ جس نے حضور ﷺ کی ولادت کو قلوب کے واسطے بہار کیا ہے اور آپ کے حسن کو بدیع پیدا کیا ہے''---

(مواھب اللدنیة (سیرت محمدیہ) کے مذکورہ اقتباسات محمد عبدالقادر خاں آصفی نظامی، مترجم مواہب لدنیہ (محرم ۱۳۴۳ھ) مطبوعہ حیدرآباد دکن سے نقل کیے گئے ہیں، اس کتاب پر محمد احمد، مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی عالیہ عدالت ممالک سرکار آصفیہ نظامیہ، محمد حبیب الرحمٰن، مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند، اعزاز علی، جناب سراج احمد رشیدی، محمد انور مدرسین مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور متعدد دیگر علماء کی تعریفی تقاریظ درج ہیں) عاشق حبیب باری مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی، مولانا عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی ہی نہیں بلکہ محمد بدر عالم میرٹھی، جناب اشرفعلی تھانوی نے بھی اپنی تحریروں میں ولادت مصطفیٰ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے مبارک اور پر مسرت واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

رحمتِ دو جہاں، شفیعِ عاصیاں، باعثِ تخلیقِ کون و مکاں، حضور پُرنور ﷺ نے منبر اقدس پر

رونق افروز ہو کر خود اپنا میلاد شریف بیان فرمایا، اپنے حسب و نسب کا تذکرہ کیا، تحدیث نعمت کے طور پر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اللہ نے ان پر فرمائے۔ مدینہ منورہ آمد پر اصحابِ نبوی نے خوشی میں جلوس نکالا، علم بلند کیے اور یا محمد یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کی ایمان افروز صدائیں بلند کیں، ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر خالق مصطفیٰ کے فرشتوں نے خوشیاں منائیں، فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔ ستاروں نے حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان اقدس پر سمٹ کر چراغاں کیا، بیت اللہ نے جھک کے سلامی پیش کی، فرشتوں نے علم نصب کیے، درود و سلام کے نغمے گائے، یہ سب زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے:

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

یہ خوشی ہر اس مسلمان کو ہے جو دولتِ ایمان سے مالا مال ہے، کیوں کہ ایمان، اسلام، ہر نعمت اس ذات کا صدقہ ہے جس ذات کے سبب سے ملنے والی ہر نعمت پر اس قدر خوشی ہے تو خود اس ذات کی آمد پر کس قدر خوشی ہو سکتی ہے اور اس کا اظہار کما حقہٗ کیوں کر ممکن ہے۔

خوشی کے اظہار کا ہر وہ طریقہ جو منع نہیں وہ بلا شبہ جائز ہے۔ روز نامہ ''جنگ'' لاہور کے جمعہ میگزین ۲۹ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے صفحہ ۱۸ پر جناب عبدالرحمٰن (جامعہ اشرفیہ لاہور والے) لکھتے ہیں:

> ''یہ قانون یاد رکھیں کہ جائز ہونے کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ اس کام کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں''---

اسی اصول اور قانون کے مطابق اہلِ ایمان، اللہ والوں کے دن مناتے اور ان سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ جو لوگ میلاد النبی ﷺ منانے کو ناجائز کہتے رہے، وہ ''سیرت النبی ﷺ'' منانے لگے، حالاں کہ ''سیرت'' ہرگز منائی نہیں جاتی بلکہ اپنائی جاتی ہے......

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

* * * * *

MAULANA OKARVI ACADEMY [AL AALAMI]